ملفوظات مولانا عبداللہ شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا ۔ انسان شکل و صورت کا نام نہیں حقیقتاً انسان انس باللہ کا نام ہے۔

فرمایا۔ اصل مقصد انسانیت تعلق سے وابستگی ہو جائے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا رشتہ جُڑ جائے۔ جس قدر انسانی تعلق رب تعالیٰ سے جُڑتا جائے گا انسانی مقصد کی تکمیل ہوتی جائے گی۔

فرمایا۔ قبولیت اعمال کا مدار اتباعِ محمدی، رضائے الٰہی اور ایمان صالح سے ہے۔

فرمایا۔ توکل علی اللہ، توفیق ذکر اللہ، اطمینانِ قلب اہل اللہ کے فیض صحبت سے نصیب ہوتا ہے۔

فرمایا۔ نیکی کثرتِ عبادت کا نام نہیں، معاملات کی درستی کا نام نیکی ہے۔

فرمایا۔ تصوف عین شریعت ہے اور شریعت عین تصوف ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ تصوف نام ہے تعمیر الظاہر والباطن کا یعنی ظاہر کو آباد کرے۔ احکام شریعت سے اور باطن کو آباد کرے۔ اخلاق حمیدہ سے یا بلفظ دیگر ظاہر کو آباد کرے۔ آداب شریعت سے اور باطن کو آباد کرے محبت الٰہی سے شریعت احکام زندگی کا نام ہے اور تصوف اخلاق رذیلہ کے دفعیہ اور اخلاقِ سے متصف ہونے کا نام ہے۔ علم و عمل و احسان لازم و ملزوم ہیں۔

احکام الٰہی کا جب تک علم نہ ہو عمل ممکن نہیں اور عمل کے بغیر علم بے سود ہے اور علم و عمل دونوں بلا احسان ناقص ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینھما فقد تحقق ۔ یعنی جو صوفی بنا اور علم حاصل سے بے بہرہ رہا زندیق ہوا۔ اور جس نے علم دین حاصل کیا مگر تصوف حاصل نہ کیا فاسق بنا اور جس نے دونوں کو حاصل کیا پس اس نے تحقیق سے کام لیا۔

یا تصوف نام ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ۔ یعنی عبادت اللہ تعالیٰ

کی اس طور سے کر کہ تو اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر نہیں دیکھ سکتا تو اس کو پس تحقیق وہ تو دیکھتا ہے تجھ کو اس کا نام حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے احسان سے تعبیر فرمایا (کذا فی صحیح البخاری) تصوّف کی اصل احسان ہے جو کہ عبارت ہے صدق توجہ الی اللہ ہے۔

فرمایا۔ تصوّف کے اصل اصول قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ ہمیں اس تصوّف کی ضرورت نہیں۔ جو قرآن و سنت میں نہیں۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کل حقیقۃ علی اخلاف الشریعۃ زندقۃ باطلۃ۔ "جو حقیقت (تصوّف) شریعت کے خلاف ہو وہ بے دینی ہے اور مردود ہے"

پھر فرماتے ہیں: الطرق کلھا مسدودۃ علی الخلق الا علی من اقتفی اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"کل مخلوق پر سب راہیں بند ہیں سوائے اس کے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے قدم بقدم چلے"

تصوّف میں پہلے علم شریعت پھر عمل شریعت کی سخت ضرورت ہے۔ کبھی کوئی شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے اور طریقِ بدعت کو اختیار کر کے ولی نہیں ہُوا۔ آج کل اکثر صوفیاء اپنے کو قلندری ملامتی کہلا کر لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں حالانکہ ان کا ظاہر شریعت مطہرہ کے خلاف ہے یہ مقبول عند اللہ نہیں۔

عند المحققین کمالات دو چیزوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک ظاہر کو آباد کرے احکامِ شریعت سے اور دوسرا باطن کو آباد کرے اخلاقِ حمیدہ سے۔ جب مجھے حضرت فضل علی قریشی قدس سرہٗ العزیز نے خلافت بخشی تو فرمایا "توں قلندری بنا" تعجب ہُوا قلندری تو بے دین لوگوں کو کہتے ہیں۔ تشفی کے لیے عرض کیا حضرت! قلندری تو بے دین لوگ ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہ نہ جو تجھے گالیاں دے دُعا کرنا جو تجھے تکلیف دے احسان سے پیش آنا اس کا نام قلندری ہے۔ واعف عن ظلمت واحسن الی من اساء لک الیک۔

فرمایا: توکل نام ہے خُدا کے سوا کسی پر نظر و اعتماد و اعتقاد نہ رہے۔

؎ نہ ہم کسی کے نہ کوئی ہمارا ہم سب اُسی کے وہی ہمارا

تصوّف کا حاصل ہے دوئی اور خودی مٹ جائے۔ دوئی کا مٹنا قدم اوّل ہے اگر دوئی باقی ہے تو شرک باقی ہے۔ اسی طرح خودی کا مٹنا قدم ثانی ہے۔ اگر خودی باقی ہے نفس زندہ ہے۔

فرمایا: تبلیغ توحید کرنا یہ انبیائی کام ہے۔ مرشد[لہ] کی خدمت میں حاضر تھا توحید کی بات ہو رہی تھی عرض کیا حضرت! دُعا کریں میرا ایک خدا پر ایمان ہو جائے۔ آپ نے حیرت کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا ہیں! تیرے بہت خدا ہیں۔ مَیں نے عرض کیا حضرت! اگر ایک دو ہوتے کسی کو صبح کو منا لیتا کسی کو شام کو منا لیتا

لہ مولانا فضل علی قریشی نقشبندی مسکین پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

بیوی میری خدا اولاد میری خدا، دُکان جائداد، ملازمت میری خُدا ہے۔ قرآن میں نہیں آتا؟ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ "کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہشاتِ نفسانی کو خدا بنا رکھا ہے"۔

فرمایا۔ ایک دفعہ مُرشد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پُوچھا توحید کسے کہتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا خدارا واحد گفتن فرمایا نہ خدا را واحد بودن صرف ایک اللہ کا ہو جانا غیر کا نہ ہونا۔

فرمایا۔ دردِ دل پیدا کر

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ؛ ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیان

کیا بندگی کے لیے فرشتے تھوڑے تھے ؟

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بزرگ نے فرمایا : سعدی بیا ترا قطبی دہم "سعدی آ میں تمہیں قُطب بنا دوں"۔
شیخ سعدی نے عرض کیا اَے شیخ! مرا قطبی در کار نیست، اگر خواہی دادن چیزے مرا دردِ دل بدہ "حضرت! مجھے قُطب بننے کی ضرورت نہیں۔ اگر مجھے کچھ دینا چاہتے ہو تو دردِ دل والا بنا دیں"، تو شیخ نے فرمایا "ایں کار برائے مدت درکار است" "اس کام کے لیے مدت درکار ہے"۔

فرمایا۔ اگر کوئی مُشکل پیش آ جائے تو خدا تعالےٰ کے دربار میں جھوٹا موٹا رو۔ اگر رونا نہیں آتا تو منہ بنا کر رو۔ انشاء اللہ تعالےٰ تیرے میرے جھوٹے رونے کو بھی قبول فرمالیں گے۔ بادشاہ کی عدالت کوئی شخص جُھوٹا مُوٹا رو دے بادشاہ کو پتہ چل جائے کہ یہ جھوٹ موٹ رو رہا ہے تو اُس کا غصہ بجائے عفو درگزر کرنے کے تیز ہو جاتا ہے مگر وہ ربّ رحیم احکم الحاکمین ایسی مہربان ذات ہے کہ ہمارے جُھوٹے مُوٹے رونے کو بھی قبول کر لیتی ہے۔

ماں سے ایک دفعہ مانگو دے گی دو دفعہ مانگو گے دے گی بالآخر ناراض ہو جائے گی مگر وہ مہربان ایسی ذات ہے کہ نہ مانگو ناراض ہو جانے والی ذات ہے کہ کون ہے جو ہمارے سوا کوئی اور کسی کو دے سکے۔

فرمایا۔ حضرت قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ علماء کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے پُوچھا کہ تُم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے تمام غم اور مصائب ختم ہو جائیں۔ سب نے عرض کیا حضرت ضرور بتائیں۔ فرمایا۔ اجمل یاس مما فی ایدی النّاس تکن اغنی النّاس ؂ "مخلوق سے بے نیاز ہو کر ایک اللہ کے ہو جاؤ تمام غم ختم ہو جائیں گے"۔

فرمایا۔ حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرّہٗ العزیز کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ عرض کیا حضرت مجھے شادی کا تعویز چاہیے۔ آپ نے فرمایا مَیں تعویز جانتا نہیں۔ اُس

نے کہا میں مانتا نہیں ۔ حضرت نے بہت انکار کیا مگر وُہ نہ مانا ۔ بالآخر حضرت نے ایک تعویذ لکھ دیا ۔ جب کام ہو گیا تو تعویذ کو کھول کر دیکھا ۔ لکھا ہُوا تھا " اے اللہ ! تو جانتا ہے مَیں تعویذ جانتا نہیں یہ مانتا نہیں ۔ تیرا بندہ ہے تو جان اور تیرا کام جانے " تفویض الی اللہ بڑا تعویذ ہے ۔ ہر مشکل امر میں تو اپنی ذات کو خدا کو سونپ دے ۔

فرمایا ۔ تو کہتا ہے ذکر نہیں ہوتا ۔ مَیں کہتا ہوں کوئی ذات کرنے نہیں دیتی ۔ تو کہتا ہے نماز میں ایک رکعت چوک گیا بلکہ کسی ذات نے چکوائی ۔ حکیم الامت مرشد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں کوئی شخص حاضر ہوتا تو عرض کرتا حضرت ! ذکر تو کر رہا ہوں مگر فائدہ نہیں ہوتا ۔ فرماتے تھے ! اللہ کے بندے ! کیا یہ کم بات ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنا مبارک نام لینے کی توفیق تو دے رہا ہے ۔

ے یابم او را نیابم جستجوے می کنم !
حاصل آید یا نہ آید آرزوے می کنم

حضرت بایزید بسطامیؒ جنگل بیابان میں چاندنی رات کے وقت تہجد کے لیے اُٹھے اُوپر کو مُنہ کر کے عرض کیا یا بارِ الٰہ ! تیری شاہی بڑی مگر یاد کرنے والے تھوڑے ہاتف ۔ غیب سے آواز آئی ۔ بایزید! بادشاہ اپنے دربار میں ہر کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیا کرتے ۔

یہ بھی شُکر کر اور اُس کی مہربانی سمجھ کہ تیری میری گندی زبان سے اپنا نام مبارک لینے کی توفیق تو دے رہا ہے ۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کی زبان سے ایک دفعہ اللہ تعالےٰ کا لفظ نکلتا ہے اُوپر سے منظوری آتی ہے تب دُوسری دفعہ اللہ کہنے کی توفیق دیتے ہیں ۔

فرمایا ! میری نعمت یاد رکھنا اگر کسی جگہ دین اور رواج کا مقابلہ آ دے تو شریعت کو غالب کرنا ۔ مثلاً مجھے رواج مجبور کرتا ہے مگر شریعت دوسری جگہ لے جانا چاہتا ہے تو شریعت کو رواج پر ہمیشہ غالب کرنا ۔

فرمایا ۔ کُتا پاگل ہو جائے تو سب کو کاٹتا ہے مگر اُس کو پالنے والے مالک کی پہچان ہوتی ہے مالک کو نہیں کاٹتا ۔ مگر ہم تم باؤلے کُتے سے بھی بدتر ہو گئے ہیں کہ ہمیں اپنے رب تعالےٰ کی پہچان نہیں آتی ۔

فرمایا ۔ ہمیں حکیم ، حاکم ، برادری کے سامنے رونا آتا ہے ایک رونا نہیں آتا تو رب کے سامنے نہیں آتا حالانکہ کام بھی وہی ہوتا ہے جو رب کو منظور ہوتا ہے ۔

فرمایا: ذکر اللہ میں انوار نظر نہیں آرہے ہیں پھر بھی شکر کرو اللہ تعالے نے بندگی میں تو لگا دیا ہے۔

روشکر کن در کار خیرت بداشت ۔۔۔ نہ چوں دیگرانت معطل گذاشت

وگرنہ یہ فرما دیتے کہ نکل میں اپنے دروازے پر آنے کی توفیق ہی نہیں دیتا۔

بندگی چوں گدایاں بشرط مزد مکن ۔۔۔ کہ خواجہ روش بندہ پروری داند!

اگر کوئی مقصد حاصل نہیں ہو رہا پھر بھی رب تعالے کو ایسے منظور ہو گا جیسے سردار کو غلام کے پالنے کی اٹکل آتی ہے۔

فرمایا۔ طالب کی طلب صحیح سے خدا ملتا ہے۔ ایک بزرگ رو رہے تھے کسی نے عرض کیا حضرت بہت نہ روئیں آنکھیں خراب ہو جائیں گی۔ فرمانے لگے اگر آنکھوں کے بدلے یار ملتا ہے تو یہ آنکھیں چلی جائیں یار مل جاوے۔ وگرنہ یہ آنکھیں یار کے سوا کسی غیر کو تو نہ دیکھیں۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید!

"طلب سے ہاتھ نہ چھوڑوں گا یا یار مل جائے یا جان چلی جائے"

فرمایا۔ مومن اللہ تعالے کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ ایک شخص ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بزرگوں کی دہشت ہوتی ہے۔ دیکھ کر ڈر گیا کہنے لگا: اَمْ اَنْتَ جِنِّيٌّ اَمْ اَنْتَ اِنْسِيٌّ خَوَّفْتَنِيْ۔ "تو جن ہے کہ انسان ہے مجھے ڈرا دیا ہے"

بزرگ نے فرمایا: اَمْ اَنْتَ کَافِرٌ اَمْ اَنْتَ مُؤْمِنٌ شَکَّکْتَنِيْ "تم مومن ہے یا کافر ہے کہ مجھے شک میں ڈال دیا ہے"

اُس شخص نے جواب دیا: اَنَا مُؤْمِنٌ "میں مومن ہوں"

بزرگ نے فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰہ "مومن اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا"

فرمایا۔ تصوف میں اصل ضرورت ہے اہل اللہ کے فیض صحبت کی۔ باتوں سے کام نہیں بنتا۔

قال را بگذار مرد حال شو ۔۔۔ پیش مرد کامل پائمال شو

"باتونی نہ بن حال والا بن اگر حال والا بننا چاہتے ہو تو کسی کامل کے سامنے پائمال ہونا پڑے گا"

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی ۔۔۔ چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی!

صحبت کی آخر کوئی وجہ تو تھی کہ امام احمد بن حنبل بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے کسی نے پوچھا آپ اتنے بڑے عالم ہو کر بشر حافی کی خدمت میں کیوں جایا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

اُن کی خدمت میں جا کر ایسی باتیں ملتی ہیں جو کتابوں میں بھی نہیں ہوتیں ۔

مُحدّثِ اُمت حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں جب دارالعلوم دیوبند میں بخاری شریف پڑھی ۔ دورۂ شریف کے اختتام پر فرمایا ہزار دفعہ بخاری پڑھو جب تک کسی کامل کے جوتے نہ اٹھاؤ گے کچھ نہیں ملے گا ۔ مجھے وہ لفظ ابھی تک یاد ہیں ۔

خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ باطنی قرب کے باوجود محض اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے ادنیٰ صحابی کے رُتبے کو نہیں پہنچ سکا کہ اویس قرنی "بدنی قرب" نہیں رکھتے تھے جو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو حاصل تھی لہٰذا صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں اور علم بھی بغیر صحبت غیر منتفع ہے ۔

(از مکتوبات مجدد نور اللہ مرقدہٗ)

فرمایا ۔ حکیم الامت مرشد تھانوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عالم فارغ کو چاہیئے کہ چھ ماہ تک کسی متبع سُنت کامل کی صُحبت میں رہے ۔ اور پھر وہاں مہمان بن کر نہیں خادم بن کر اپنی ذات کو مٹا کر جائیں ۔ یہ نہ کہ میں فلاں عالم یا سیّد زادہ یا پیرزادہ یا فلاں خاں صاحب ہوں ۔

ے پیشِ رہبر ذلیل ہو جاؤ ! متبع بے دلیل ہو جاؤ
پھر تو سچ مچ جمیل ہو جاؤ یعنی اللہ کے خلیل ہو جاؤ

نظامِ ادارت : نعیم صدیقی (صدر مجلس ادارت)، فضل من اللہ (مدیر انتظامی)
پروفیسر فروغ احمد (مدیر مسئول) حفیظ الرحمٰن احسن ، طاہر شاداني
معاونین ارکین ادارہ

ٹیلیفون دفتر
۴۱۱۰۵۹

سہ ماہی اشاعتِ خاص

سیّارہ اقبال نمبر

نمبر ۷
اوائل فروری ۱۹۷۸ء

اقبال کی فکری وفنی شخصیت کی بازیافت کی ایک کوشش

اقبال کے جہانِ معنی کے آفاق واعماق کا ایک مطالعہ !

ایک صد سے زیادہ اہلِ نظر کی کاوشوں کے ذریعے

— مقالات — نظمیں — انٹرویوز — مذاکرات — تمثیل وغیرہ — رنگین ٹائٹل —
ابواب کے مزین سرورق — ضخامت معمول سے زیادہ — قیمت
چندہ سالانہ (مع خرچ رجسٹری) ۳۸ روپے ششماہی ۲۰ روپے سہ ماہی اشاعت خاص ۱۱ روپے

— دفتر ماہنامہ سیّارہ — ۸ اے ذیلدار پارک — اچھرہ — لاہور —